حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی اور رسول

ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی
فاضل دار العلوم دیو بند، انڈیا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر ہیں، جن کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) کہا جاتا ہے، تقریباً چار ہزار سال قبل عراق میں پیدا ہوئے۔ تین بڑے مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) کے عظیم پیغمبروں میں سے ایک ہیں۔ یہودی اور عیسائی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ مذہبِ اسلام میں ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی چودھویں سورت ''سورۂ ابراہیم'' ان ہی سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احوال واوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انہیں ''اُمت'' اور ''امام الناس'' کے لقب سے پکارا ہے اور انہیں متعدد مرتبہ ''حنیف'' بھی کہا ہے۔ قرآن کریم میں انہیں ''مسلم'' بھی کہا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بہت سارے ایسے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن سے ہی قلبِ سلیم عطا کیا گیا تھا، چنانچہ انہوں نے ابتدا ہی سے بت پرستی کی مخالفت کی۔ اللہ کی مخلوقات میں غور وفکر کے بعد انہیں یقین ہوگیا تھا کہ ساری کائنات کو پیدا کرنے والا ایک معبودِ حقیقی ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

> ''اور اس طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا نظارہ کراتے تھے، اور مقصد یہ تھا کہ وہ مکمل یقین رکھنے والوں میں شامل ہوں، چنانچہ جب ان پر رات چھائی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا، کہنے لگے: یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ ڈوب گیا تو انہوں نے کہا: میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب انہوں نے چاند کو چمکتے دیکھا تو کہا کہ: یہ میرا رب ہے، لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے: اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دے تو میں یقیناً

گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں، پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتے دیکھا، تو کہا: یہ میرا رب ہے، یہ زیادہ بڑا ہے، پھر جب وہ غروب ہوا تو انہوں نے کہا: اے میری قوم! جن جن چیزوں کو تم اللہ کی خدائی میں شریک قرار دیتے ہو، میں اُن سب سے بیزار ہوں۔ میں نے تو پوری طرح یکسو ہو کر اپنا رُخ اُس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔'' (سورۃ الانعام:۷۴-۷۹)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بابت جب سمجھنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی مثال کے ذریعہ اُن کو یہ راز سمجھایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں بیان فرمایا ہے:

''اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ میرے پروردگار! مجھے دکھایئے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ اللہ نے کہا: کیا تمہیں یقین نہیں؟ کہنے لگے: یقین کیوں نہ ہوتا؟ مگر (یہ خواہش اس لیے کی ہے) تاکہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ اللہ نے کہا: اچھا تو چار پرندے لو اور انہیں اپنے سے مانوس کر لو، پھر (ان کو ذبح کر کے) ان کا ایک ایک حصہ ہر پہاڑی پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ، وہ چاروں تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔'' (سورۃ البقرۃ:۲۶۰)

ان کا والد آزر مذہبی پیشوا تھا، بت بنا کر بیچا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانۂ طفولیت سے ہی بتوں کی عبادت کی مخالفت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھل کر بتوں کی مخالفت کے بعد ان کو قتل کرنے اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عبادت گاہ میں گھس کر بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا واقعہ پیش آیا، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

''چنانچہ ابراہیم نے ان کے بڑے بت کے سوا سارے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، تاکہ وہ لوگ اُن کی طرف رجوع کریں، وہ کہنے لگے کہ: ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ وہ کوئی بڑا ہی ظالم تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا: ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان بتوں کے بارے میں باتیں بنایا کرتا ہے، اسے ابراہیم کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: تو پھر اس کو سب لوگوں کے سامنے لے کر آؤ، تاکہ سب گواہ بن جائیں۔ (پھر جب ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا تو) وہ بولے: ابراہیم! کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت تم ہی نے کی ہے؟ ابراہیم نے کہا: نہیں، بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے سردار نے کی ہے۔ اب انہی بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں۔'' (سورۃ الانبیاء:۵۸-۶۳)

سورۃ الصافات، آیت: ۸۸-۸۹ میں مذکور ہے کہ وہ کوئی جشن کا دن تھا، جس میں ساری قوم شہر چھوڑ کر کہیں جایا کرتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے ساتھ جانے سے معذرت چاہی اور جب سارے لوگ چلے گئے تو بت خانے میں جا کر سارے بتوں کو توڑ ڈالا، صرف ایک بت کو چھوڑ دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کلہاڑی بھی اس کی گردن میں لٹکا کر چھوڑ دی۔ اس عمل سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے ان بتوں کی بے بسی کا منظر دیکھ سکیں اور یہ سوچیں جو بت خود اپنا دفاع نہیں کر سکتے، وہ دوسروں کی کیا مدد کریں گے۔ اور پھر نمرود بادشاہ کے ساتھ مناظرہ ہوا، مناظرہ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منطقی جواب پر غور کرنے کے بجائے یہ شاہی فرمان جاری کیا گیا کہ اس کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آتش نمرود میں ڈالے جانے کا واقعہ پیش آیا، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ٹھنڈی ہونے کے ساتھ سلامتی اور آرام کی چیز بن گئی، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

''وہ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: آگ میں جلا ڈالو اس شخص کو، اور اپنے خداؤں کی مدد کرو، اگر تم میں کچھ کرنے کا دم خم ہے۔ (چنانچہ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا اور) ہم نے کہا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا، اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔'' (سورۃ الانبیاء ۶۸-۶۹)

غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔ اس قوم کی بدنصیبی کی حد یہ تھی کہ اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود ایک آدمی بھی ایمان نہیں لایا، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام عراق چھوڑ کر ملکِ شام تشریف لے گئے، وہاں سے فلسطین چلے گئے اور وہیں مستقل قیام فرما کر اسی کو دعوت کا مرکز بنایا۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی حضرت سارہؓ کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے، وہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہؓ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہلیہ حضرت سارہؓ کی خدمت کے لیے پیش کیا۔ اس وقت تک حضرت سارہؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، مصر سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر فلسطین واپس تشریف لائے۔ حضرت سارہؓ نے خود حضرت ہاجرہؓ کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کروا دیا۔ بڑھاپے میں حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے، کچھ عرصہ بعد حضرت سارہؓ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہؓ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ کے چٹیل میدان میں بیت اللہ کے قریب چھوڑ دیا، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

''اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو آپ کے حرمت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں لا بسایا ہے جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی۔ ہمارے پروردگار! (یہ میں نے اس لیے کیا) تاکہ یہ نماز قائم کریں، لہٰذا لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے کشش پیدا کر دیجئے اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایئے، تاکہ وہ شکر گزار بنیں۔'' (سورۂ ابراہیم: ۳۷)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل مکہ مکرمہ کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں، چنانچہ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی ضرور زیارت کرے، اور پھلوں کی افراط کا یہ عالم ہے کہ دنیا بھر کے پھل بڑی تعداد میں وہاں موجود ہیں۔ جب کھانے پینے کے لیے کچھ نہ رہا تو حضرت ہاجرہؓ بے چین ہو کر قریب کی صفا اور مروہ پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑیں، چنانچہ پانی کا چشمہ زمزم جاری ہوا۔ کچھ مدت کے بعد ایک قبیلہ بنو جرہم کا ادھر سے گزر ہوا، پانی کی سہولت دیکھ کر انہوں نے حضرت ہاجرہؓ سے قیام کی اجازت چاہی، حضرت ہاجرہؓ نے وہاں قیام کرنے کی اجازت دے دی۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے، چنانچہ اللہ کے اس حکم کی تکمیل کے لیے فوراً فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے، جیسا کہ سورۃ الصافات میں فرمانِ الٰہی ہے:

''پھر جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟''

جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب تھا:

''ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، اسے کر ڈالیے۔ ان شاء اللہ! آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔'' (سورۃ الصافات: ۱۰۲)

اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاریخِ انسانی کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جس کا مشاہدہ نہ اس سے پہلے کبھی زمین و آسمان نے کیا، اور نہ اس کے بعد کریں گے۔ اپنے دل کے ٹکڑے کو منہ کے بل زمین پر لٹا دیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اُس وقت تک پوری طاقت سے چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا نہ آ گئی:

''اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔'' (الصافات: ۱۰۵)

چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہوگیا، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا، ان شاء اللہ!

اس عظیم امتحان میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ دنیا میں میری عبادت کے لیے گھر تعمیر کرو، چنانچہ باپ بیٹے نے مل کر بیت اللہ شریف (خانہ کعبہ) کی تعمیر کی، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

> ''اور اس وقت کا تصور کرو جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے، اور اسماعیل بھی (ان کے ساتھ شریک تھے اور دونوں یہ کہتے جاتے تھے کہ:) اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے۔'' (سورۃ البقرۃ:۱۲۷)

بیت اللہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کا اعلان کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان نہ صرف اس وقت کے زندہ لوگوں تک پہنچادیا، بلکہ عالم ارواح میں تمام روحوں نے بھی یہ آواز سنی، جس شخص کی قسمت میں بیت اللہ کی زیارت لکھی تھی، اس نے اس اعلان کے جواب میں لبیک کہا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

> ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کرو کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہوکر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں۔'' (الحج:۲۷)

دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں عازمینِ حج، حج کا ترانہ یعنی لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر حج کی ادائیگی کر کے اپنا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانیوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ حج کو اسی لیے عاشقانہ عبادت کہتے ہیں، کیونکہ حاجی کے ہر عمل سے وارفتگی اور دیوانگی ٹپکتی ہے۔ حج اس لحاظ سے بڑی نمایاں عبادت ہے کہ یہ بیک وقت روحانی، مالی اور بدنی تینوں پہلوؤں پر مشتمل ہے، یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں ہے۔

....❁....❁....❁....